Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:10 (1982)

تخلیق انسانی کی ابتداء

قرآنِ مجید کی روشنی میں

ڈاکٹر منصور الحمید

قرآن مجید میں زندگی کے ابتدائی مراحل کے شواہد

قرآن مجید میں انسانی ہستی کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ انسان کی ابتدا پانی، کیچڑ اور مٹی سے ہوئی ہے۔ پانی، کیچڑ اور مٹی تین مختلف حالتیں ہیں اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پہ ان تینوں سے زندگی کی ابتدا کا ذکر ہوا ہے۔

سورۂ نور، سورۂ فرقان، سورۂ انبیاء میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زندگی کی ابتدا پانی سے ہوئی ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ [1] — ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ [2] — اور اللہ نے پیدا کیا ہر جاندار کو پانی سے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا [3] — وہی ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا

سورۂ حجر اور سورۂ صافات میں یہ فرمایا گیا ہے کہ انسانی زندگی کی ابتدا کیچڑ سے ہوئی ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ [4] — ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا

طین لازب چپکنے والی مٹی یا گارے کو کہتے ہیں۔ اسی حالت کو سورہ حجر میں حَمَإٍ مَّسْنُونٍ سے تعبیر کیا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَسْنُوْنٍ — بے شک ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

حماٍ مسنون سے مراد سیاہ اور بدبودار کیچڑ یا گارا ہے۔

خشک مٹی سے انسانی تخلیق کا ذکر قرآن مجید میں بہت سے مقامات پہ ہوا ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ سجدہ میں ہے۔

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ — اور انسان کو اس نے مٹی سے پیدا کیا

اسی مٹی کی صفت صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ، یعنی خشک اور کھنکھناتی ہوئی مٹی، سورۂ حجر اور سورۂ رحمٰن میں آئی ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّار — بے شک ہم نے انسان کو خشک کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا

صَلْصَالٍ کَالْفَخَّار اُس مٹی کو کہتے ہیں جو خشک ہو کر کھنکھنانے لگ جائے۔ مٹی کی یہ حالت 'حماٍ مسنون' کی حالت سے بہت مختلف ہے۔ حماٍ مسنون بدبودار کیچڑ یا گارے کو کہتے ہیں جبکہ 'صلصالٍ کالفخار' سے مراد صاف ستھری خشک مٹی ہے۔ گلی کے بدبودار کیچڑ اور کمہار کی صاف ستھری، خشک ٹھیکرے دار مٹی میں جو فرق ہے، وہی حماٍ مسنون اور صلصالٍ کالفخار میں ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید نے انسانی ہستی کے آغاز کے سلسلے میں تین مختلف چیزوں پانی، کیچڑ اور خشک مٹی کا حوالہ دیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں قرآنِ مجید کا ارشاد ہے کہ انسانی ہستی کی ابتدا اسی سے ہوئی ہے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ پانی، کیچڑ اور خشک مٹی کسی ایک ہی حالت یا مرحلے کی تعبیر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اپنی نوعیت و کیفیت میں تینوں جُدا جُدا اور ایک دوسرے سے مختلف خاصیتیں رکھتے ہیں۔ پانی اور خشک مٹی میں جہاں زمین آسمان کا فرق ہے وہیں گلی کی بدبودار کیچڑ اور کمہار کی صاف ستھری

مٹی بھی ایک دوسرے سے صاف نمایاں ہیں۔ ان تینوں کی الگ الگ نوعیت و کیفیت اور قرآنِ مجید کا اندازِ بیان اس بات پر شاہد ہے کہ یہ تینوں زندگی کی ابتدا کے تین مختلف مراحل ہیں قرآنِ مجید کے اس ارشاد سے کہ انسان کو پانی سے پیدا کیا گیا۔ کیچڑ سے پیدا کیا گیا اور خشک مٹی سے پیدا کیا گیا، سے مقصود درحقیقت زندگی کی ابتدا کے انہی تین مراحل کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ گویا انسانی ہستی کا آغاز تین مراحل میں منقسم ہے جو پانی کیچڑ اور خشک مٹی ہیں، اور ان میں سے ہر ایک میں سے زندگی کو درجہ بدرجہ گزرنا پڑا ہے۔

زندگی کے ابتدائی مراحل میں ترتیب کے شواہد

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زندگی کے اِن ابتدائی مراحل میں ترتیب و تدریج کیا ہے؟ یعنی زندگی کی ابتدا کا سب سے پہلا مرحلہ کون سا ہے اور اس کے بعد کے ارتقائی مراحل کی ترتیب کیا ہے؟

قرآنِ مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقِ کائنات کے ادوار میں پانی نہ صرف یہ کہ کیچڑ اور مٹی سے پہلے وجود میں آیا ہے بلکہ بعد کے ارتقائی مراحل میں اسی پانی سے کیچڑ اور مٹی نمودار ہوئی ہیں۔ کائنات کی اس ابتدائی حالت کا ذکر سورۂ ہود میں کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے

وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ [۵] — اور اس کا عرش پانی پر تھا

مولانا امین احسن اصلاحی مدظلہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"عرش خدا کی حکومت کی تعبیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کرہ ارض پر خشکی نمودار ہونے سے پہلے یہ سارا کرہ مائی تھا، اور اللہ کی حکومت اس پر تھی پھر پانی سے زندگی کی مختلف النوع انواع ظہور میں آئیں اور درجہ بدرجہ یہ پورا عالمِ ہستی آباد ہوا۔" [۶]

اس سے ظاہر ہوا کہ تخلیق کائنات کے ادوار میں پانی، کیچڑ اور مٹی سے قدیم تر عنصر ہے اسی پانی سے ارتقا کر کے کیچڑ اور مٹی وجود میں آئے ہیں۔ لہٰذا یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ زندگی کے ابتدائی مراحل میں کیچڑ اور خشک مٹی کا زمانہ، پانی کے مرحلے کے بعد ہے۔ اسی آبِ حیات میں

زندگی کا سب سے پہلے ظہور ہوا۔ اور اسی میں اوّل اس کی مختلف شکلیں ظہور میں آئیں۔ پھر جیسے جیسے پانی سے ارتقا کر کے مٹی اور خشکی کے خدوخال نمایاں ہوئے ویسے ہی زندگی نے بھی پانی سے نکل کر دوسرے میدانوں میں قدم رکھا ہے۔

اس کے علاوہ قرآنِ مجید میں اس بات کی بھی تصریح موجود ہے کہ انسان سمیت تمام جاندار پانی ہی سے پیدا ہوئے ہیں جس سے اس بات کی مزید تائید ہوتی ہے کہ پانی ہی حیات کا منبع اوّل ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ [۱۱] — اور اللہ نے پیدا کیا ہر جاندار کو پانی سے

وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ [۱۱] — ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا

پانی کے مرحلے کے بعد کیچڑ اور خشک مٹی کے مراحل میں تدریج سورۂ حجر کی ایک آیت سے واضح ہو جاتی ہے۔

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ [۱۲] — بے شک ہم ہی نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ خشک مٹی سے پیدا کیا جو اس سے پہلے سڑے ہوئے گارے کی حالت میں تھی۔ یعنی سڑے ہوئے گارے کی حالت سے خشک مٹی کی حالت میں ارتقا ہوا اور پھر اس خشک مٹی سے انسانی ہستی کی تخلیق ہوئی۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ انسانی زندگی خشک مٹی کی حالت سے پہلے کیچڑ کی حالت سے گزری ہے اور اس کیچڑ سے ارتقا کر کے یہ خشک مٹی کے قالب میں جلوہ گر ہوئی ہے۔

اوپر کی اس بحث سے معلوم ہوا کہ انسانی زندگی کے ابتدائی مراحل میں ترتیب اس طرح سے ہے کہ زندگی کا ظہور سب سے پہلے پانی میں ہوا۔ پانی سے یہ کیچڑ کے مرحلے میں آئی اور پھر خشک مٹی کے قالب میں ڈھلی۔

انسانی تخلیق اور بائبل کا بیان

کائنات اور انسان کی تخلیق کے احوال کا ذکر بائبل کی کتاب پیدائش میں بھی ہوا ہے۔

اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور بائبل کے بیانات میں اصولی طور پہ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تاہم بائبل چونکہ تحریف و تبدّل سے پاک نہیں ہے اس وجہ سے اس کی کتاب پیدائش میں بھی صحیح کے ساتھ غلط بیانات کی آمیزش ہوگئی ہے۔ ان جگہوں پہ قرآن مجید اور بائیبل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ اختلاف جزوی نوعیت کا ہے اور بیشتر مقامات پہ بائیبل کے ترجموں کے غلط ترجمے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس قسم کے اختلاف کو آسانی سے رفع کیا جا سکتا ہے۔

جن اصولی چیزوں پہ بائیبل اور قرآنِ مجید ایک دوسرے سے متفق ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کی طرح بائیبل کا بھی یہ کہنا ہے کہ کائنات اور اس میں موجود زندگی ایک طویل ارتقائی عمل سے گزر کر اپنی موجودہ صورت کو پہنچی ہے۔ قرآنِ مجید نے اس سارے عمل کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ سب کام چھ دنوں میں انجام پائے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ [۱۳]	چھ دنوں (ادوار) میں پیدا کیا

ان ایام سے ہمارے شب و روز مراد نہیں ہیں بلکہ ان سے خدائی ایام مراد ہیں جن کی صحیح مدت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کائنات چشم زدن میں یکایک نمودار نہیں ہوئی ہے یہ چھ خدائی ایام کی ایک نہایت طویل مدت کے ارتقائی عمل سے گزر کر ظہور میں آئی ہے۔ یہی بات بائیبل میں بھی بیان ہوئی ہے۔ بائیبل کا کہنا ہے کہ کائنات اور اس میں موجود زندگی کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا کیا۔ بائبل کی کتابِ پیدائش کے پہلے ہی باب میں ان چھ دنوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے جس میں تخلیق کائنات کے مختلف مدارج کا حال بیان ہوا ہے۔ ظاہر ہے بائیبل کے ان چھ دنوں سے مراد خدائی ایام یا ادوار ہی ہیں جو اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ کائنات اور اس میں موجود زندگی ایک طویل ارتقائی عمل سے گزر کر اپنی موجودہ صورت کو پہنچے ہیں۔

۲۔ قرآن مجید کی طرح بائبل میں اس بات کی تصریح بھی موجود ہے کہ زندگی کا ظہور سب سے پہلے پانی میں ہوا ہے۔ بائبل کی کتاب پیدائش میں تخلیق کائنات کے پانچویں دین پانی سے زندگی کے آغاز کا ذکر ہوا ہے۔

"خدا نے کہا پانی جانداروں کو کثرت سے پیدا کرے۔ اور پرندے زمین کے اوپر فضا میں اڑیں۔ اور خدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر قسم کے جاندار کو جو پانی سے بکثرت پیدا ہوئے تھے، ان کی جنس کے مطابق پیدا کیا۔ اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اُن کو یہ کہہ کر برکت دی کہ پھلو اور بڑھو اور ان سمندروں کے پانی کو بھر دو۔ اور پرندے زمین پر بہت بڑھ جائیں اور شام ہوئی اور صبح ہوئی۔ سو پانچواں دن ہوا۔" [۱۴]

۲۔ قرآنِ مجید نے پانی سے زندگی کے آغاز کے بعد کیچڑ اور خشک مٹی کا حوالہ دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زندگی پانی کے مرحلے کے بعد پانی اور خشکی کے ملے جُلے ماحول اور پھر خشک میدانوں کی طرف راغب ہوئی ہے۔ یہی بات بائیبل میں ذرا مختلف اسلوب سے کہی گئی ہے۔ بائیبل کا کہنا ہے کہ تخلیق کائنات کے پانچویں دن کے آغاز کے ساتھ ہی زندگی کا پانی میں ظہور ہوا یہاں تک کہ اس دن کے اختتام تک زندگی نے سمندروں کو اپنے وجود سے بھر دیا۔ پھر چھٹے دن کا آغاز بائیبل خشک زمین میں زندگی کے ظہور سے کرتی ہے۔ بائیبل میں ہے۔

"خدا نے کہا زمین جانداروں کو ان کی جنس کے موافق چوپائے اور رینگنے والے جاندار اور جنگلی جانوران کی جنس کے موافق پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا۔" [۱۵]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائیبل کے نزدیک بھی زندگی نے پہلے ایک طویل عرصہ پانی میں گزارا ہے اور اس کے اپنے ارتقا کے اگلے مرحلے میں یعنی چھٹے دن وہ پانی سے نکل کر زمین کی طرف آئی ہے۔

زندگی کا پہلا مرحلہ ـــــ آغازِ حیات

زندگی کے آغاز کے وقت کائنات کی حالت

اس بات کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پانی سے زندگی کی ابتدا کا زمانہ غالباً وہی ہے جب کائنات اپنے تخلیق کے ابتدائی مراحل میں تھی۔ یہ کرۂ ارض ایک کرۂ مائی تھا اور خدا کی حکومت اس پر تھی۔ قرآنِ مجید نے زمین کی اس حالت کا ذکر سورۂ ہود میں کیا ہے۔ وکان عرشہٗ علی الماء

اور خدا کا عرش پانی پر تھا۔ بائبل میں اسی حالت کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔ "گہراؤ کے اوپر اندھیرا اور خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔"

کائنات کی تخلیق کے ان ادوار میں جہاں خشکی کی جگہ پانی تھا، وہیں آسمان کی صورت بھی بدلی ہوئی تھی۔ قرآن مجید نے آسمان کی اس حالت کو دُخان، یعنی دھوئیں سے تعبیر کیا ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ	پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی
وَهِيَ دُخَانٌ۔ [۱۶]	وہ اس وقت دھوئیں کی شکل میں تھا۔

مولانا امین احسن اصلاحی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

دھوئیں سے مراد غبار ہے یا سائنسدانوں کی اصطلاح میں اسے NEBULA یا سحابیہ کہہ لیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت آسمان اپنی ایک ابتدائی اور ناتمام شکل میں موجود تھا بعد کے ارتقائی مراحل میں اللہ تعالیٰ نے آسمان کو سات آسمانوں کی شکل میں متشکل کیا اور نظامِ کائنات میں ہر آسمان کو اس کے فریضہ کا پابند کیا۔" [۱۷]

گویا قرآنِ مجید کے نزدیک زندگی کے آغاز کے وقت کائنات کی حالت یہ تھی کہ روئے زمین پر خشکی کی جگہ پانی تھا اور آسمان اپنی ایک ابتدائی اور نامکمل صورت میں موجود تھا۔

دورِ آغازِ حیات کے بارے میں موجودہ سائنسی تحقیقات سے جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں وہ قرآنِ مجید کے اس بیان کے عین مطابق ہیں سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ زندگی کے دورِ آغاز میں ہر طرف پانی تھا اور آسمان ابھی نامکمل و ناتمام تھا۔ آسمان کی اس نامکمل صورت کی وجہ سے کرۂ ارض پر ہر وقت سورج سے نکلنے والی تابکاری شعاعوں (ULTRAVIOLET RAYS) کی بارش ہوتی رہتی تھی۔ [*] ان شعاعوں کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ یہ سطحِ زمین پر پائی جانے والی تمامتر

---

[*] :۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ آسمان کی موجودہ تکمیلی صورت میں زمین کے چاروں طرف ایک گیس اوزون OZONE کا ایک دبیز جوف موجود ہے جو سورج سے نکلنے والی تابکاری شعاعوں کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور یوں ان تابکاری شعاعوں کے مضر اثرات زمین تک نہیں پہنچ پاتے۔ دورِ آغازِ حیات میں چونکہ اوزون کا یہ جوف موجود نہیں تھا اس وجہ سے زمین پر ہر لحظہ ان تابکاری شعاعوں کی بارش ہوتی رہتی تھی۔

زندگی کے لئے سخت مضر ہیں۔ اور دوسری یہ کہ یہ حرارت و توانائی کا زبردست سرچشمہ ہیں ان شعاعوں کی ان خصوصیات سے سائنس دانوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ دورِ آغاز میں پانی کی سطح پر تو کسی قسم کی زندگی ممکن نہیں تھی، تاہم سمندر کے پانیوں کی گہرائی میں جہاں ان شعاعوں کے مضرِ حیات اثرات نہیں پہنچتے، ان سے پیدا ہونے والی حرارت و توانائی نے پانی میں موجود کیمیائی عناصر کو ایک ایسے گرم محلول کی صورت دے دی جس سے زندگی کی عمارت میں کام آنے والے مواد کی تیاری کا عمل شروع ہوا۔ اسی مواد (BUILDING BLOCKS) سے بالآخر زندگی کے حیرت انگیز ذرّے نے جنم لیا۔

سائنس کی اس تشریح سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فضا میں آسمان کی نامکمل صورت اور زمین پر خشکی کی جگہ پانیوں کی موجودگی، خالق کائنات کے ایک ایسے عظیم الشان منصوبے کا حصّہ تھی جس کے نتیجے میں روئے زمین پر زندگی کا وجود عمل میں لایا گیا۔

زندگی کے آغاز کا عمل

پانی میں زندگی کی ابتدا کیسے ہوئی؟ حیات کے پہلے ذرے نے بے جان مادے سے کیسے جنم لیا؟ اس سوال کی تلاش و جستجو قدرت کے ان سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتی ہے جن کے طشت از بام ہونے سے خالق کائنات کی صناعی، اس کی قدرت و بادشاہی اور اس کی خلاقی و مصوری کی صفات نمایاں ہوتی ہیں۔

جن عناصر کی ترتیب سے زندگی کے پہلے مالیکیول نے جنم لیا، نہایت سادہ ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ جو ماحول زندگی کے آغاز کے لئے سازگار رہے اُسے مصنوعی طور پر بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود اس عمل کی پیچیدگی کا یہ عالم ہے کہ اس کے ہر راز میں گویا ہزاروں راز پنہاں ہیں۔ حیات کے جس ذرّے کو خالق کائنات نے اپنی ذہانت کے ادنیٰ کرشمے سے تخلیق کیا ہے، سائنس اپنی تمام تر ترقی و کوشش کے باوجود ابھی تک اس تخلیقی عمل کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کر سکی ہے۔ جو کچھ ہمیں آج معلوم ہے اس کی روشنی میں، اس سارے عمل کو چار مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا مرحلہ وہ ہے جب زندگی کی پیدائش کے لئے ضروری مواد کثیر تعداد میں بننا شروع ہوا۔ اس مرحلے میں سب سے پہلے غیر نامیاتی عناصر (INORGANIC SUBSTANCES) سے نامیاتی عناصر (ORGANIC SUBSTANCES) کی تخلیق کی جانب ارتقا ہوا۔ یہ غیر نامیاتی عناصر پانی، امونیا، میتھین اور ہائیڈروجن ہیں۔ تابکاری شعاعوں کی حرارت و توانائی نے پانی میں موجود ان عناصر کو ایک گرم محلول میں تبدیل کر دیا۔ جس سے ان کی صورت و ہیئت بدل گئی اور یہ نامیاتی عناصر میں تبدیل ہو گئے۔ یہ نامیاتی عناصر AMINO ACIDS، NUCLEIC ACIDS اور سادہ نشاستہ SIMPLE CHO پر مشتمل تھے۔ یہی وہ ضروری مواد تھا جس کی تشکیل زندگی کے مالیکیول کی پیدائش کے لئے ضروری تھی۔

دوسرا مرحلہ زندگی کی پیدائش کا مرحلہ ہے۔ اس مرحلے میں ان نامیاتی عناصر کی ایک ایسی باہمی ترکیب سے، جسے سائنس دریافت کرنے سے ابھی تک قاصر ہے، ایک ایسے محیّر العقول ذرے نے جنم لیا جس کے اندر اپنے آپ کو تخلیق کرنے کی صلاحیت بھی موجود تھی۔ اس کی اسی حیرت انگیز صلاحیت کی بدولت ماہرینِ حیاتیات اسے بجا طور پر زندگی کا سب سے پہلا مالیکیول قرار دیتے ہیں۔ چونکہ جس ضروری مواد سے یہ مالیکیول وجود میں آیا تھا، وہ پہلے ہی کثیر تعداد میں بن چکا تھا۔ اس لئے یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ آغاز ہی میں زندگی کے کئی ایک مالیکیول وجود میں آئے ہوں گے۔

تیسرا مرحلہ تسلسلِ حیات (CONTINUITY OF LIFE) کا ہے۔ اس مرحلے میں زندگی کے اس مالیکیول نے، اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے، پانی میں موجود عناصر سے نامیاتی عناصر خود بنانے شروع کر دیئے۔ اور ان نامیاتی عناصر کو اپنی غذا اور قوت کے لئے استعمال بھی کرنا شروع کر دیا۔ سائنس کی اصطلاح میں "تخلیق ضوئی" (PHOTOSYNTHESIS) کا عمل یہیں سے شروع ہوا۔ اسی مرحلے میں زندگی ایک مالیکیول سے بدل کر خلیہ کی حالت میں تبدیل ہو گئی۔

چوتھا مرحلہ افزائشِ حیات کا مرحلہ ہے۔ اس میں زندگی کے خلیوں میں تغیر و تبدل سے زندگی کی پیچیدہ صورتیں ظہور میں آنا شروع ہو گئیں یہاں تک کہ آخر میں زندگی نے سمندروں کو اپنے وجود سے بھر دیا۔

پانی میں زندگی کی نوعیت

پانی میں زندگی کی ابتدائی صورتیں انتہائی سادہ تھیں۔ موجودہ زمانے کے بعض جرثومے (BACTERIA) اور جھیل کی سطح پہ جمنے والی سبز کائی (GREEN ALGAE) زندگی کی ان قدیم سادہ صورتوں کی مثالیں ہیں۔ انہی سادہ صورتوں سے ارتقا کر کے زندگی نے سادہ مچھلیوں کی شکل اختیار کی یہ مچھلیاں وہ تھیں جنہیں سانس لینے کے لئے جبڑے اور پھیپھڑے کی ضرورت نہیں تھی۔ بعد میں جب ان سادہ مچھلیوں سے ارتقا کر کے جبڑے اور پھیپھڑے والی مچھلیاں بھی وجود میں آ گئیں تو اس کا امکان پیدا ہو گیا کہ زندگی اب خشکی میں سانس لے سکتی ہے چنانچہ اسی کے بعد زندگی نے پانی سے نکل کر خشکی کی طرف قدم بڑھایا۔

قرآنِ مجید میں جہاں کہیں پانی سے زندگی کی ابتدا کا ذکر ہوا ہے اس سے پانی میں زندگی کے آغاز کے علاوہ وہ پورا دور بھی مراد ہے جسے زندگی نے پانی میں گزارا ہے اور جسے ماہرینِ حیاتیات نے FISH AGE کا نام دیا ہے۔

کیچڑ کا مرحلہ

پانی کے بعد زندگی کا دوسرا مرحلہ کیچڑ کا مرحلہ ہے۔ قرآن مجید میں سورۂ حجر میں اس مرحلے کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

اور بے شک ہم ہی نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

'حماء مسنون' سیاہ بدبودار مٹی یا کیچڑ کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس مٹی سے پیدا کیا جو اس سے پہلے کیچڑ کی حالت میں تھی۔ مولانا امین احسن اصلاحی مدظلہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"زمین کے تمام جانداروں کی زندگی کا آغاز پانی اور کیچڑ ہی سے ہوا ہے پھر اللہ تعالیٰ

نے ان میں سے جن کے لئے یہ چاہا کہ وہ خشکی میں رہیں بسیں، اُن کے لئے خشک زمین مہیا فرمائی اور اس خشک زمین میں ان کے اندر کی وہ قوتیں اور صلاحیتیں ابھریں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر ودیعت فرمائی تھیں اور جو اپنے نشو و نما کے لئے زمین کے مخصوص ماحول کی محتاج تھیں انسان بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ وہ بھی پانی، کیچڑ اور خشک زمین ہی کی ایک مخلوق ہے۔ البتہ اس کو دوسرے جانداروں کے مقابل میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تسویہ فرمایا یعنی اُن تمام قوتوں اور صلاحیتوں سے اس کو آراستہ کیا جو اس کے مقصد تخلیق کی تکمیل کے لئے ضروری تھیں۔ یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ صرف یہی نہیں فرمایا کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا جیسا کہ دوسرے مقامات میں ہے، بلکہ اس کے ساتھ حماٍ مسنون کا اضافہ بھی ہے۔ اس سے مقصود زندگی کے نقطۂ آغاز کی طرف اشارہ بھی کرنا ہے اور اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا بھی کہ جس کی زندگی کا آغاز ایسے حقیر عنصر سے ہوا ہے اس کے لئے یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ وہ اس قادر و قیوم سے اکڑے جس نے اس کو اتنے حقیر عنصر سے پیدا کیا اور پھر اس کو نہایت اعلیٰ صلاحیتوں سے آراستہ کیا۔" [19]

اسے بات کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پانی، کیچڑ اور مٹی زندگی کے تین مختلف مراحل ہیں اور زندگی ان تینوں مراحل سے درجہ بدرجہ گزری ہے۔ اس حقیقت کو ذہن میں رکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں کیچڑ سے مراد گلیوں اور نالیوں میں بہنے والا وہ بدبودار کیچڑ نہیں ہے جس کا ہم روزمرّہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ اس سے زمین کی وہ ارتقائی صورت مراد ہے جب روئے زمین پر چاروں طرف پھیلے ہوئے پانی میں سے خشک زمین نمودار ہونا شروع ہوئی۔ اسی دور میں پانی اور خشکی کی ایک درمیانی صورت یعنی کیچڑ نے جنم لیا۔ زندگی کے کیچڑ کے مرحلے سے مراد یہ ہے کہ زندگی پانی سے نکل کر ایک طویل عرصہ تک خشکی اور پانی کی درمیانی حالت یعنی کیچڑ میں رہی۔ اور اس کے بعد وہ خشک زمین کی طرف راغب ہوئی۔

کیچڑ کے مرحلے میں زمین کی حالت

قرآنِ مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین سے، جو ایک کرۂ مائی کی شکل میں تھی، تدریج کے ساتھ خشکی نمودار ہوئی ہے اور رفتہ رفتہ یہ عالمِ ہستی آباد ہوا ہے۔ اس سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ پانی کے مرحلے کے بعد زمین پر ایک ایسا عبوری دور بھی آیا ہے جب یہاں اوّل اوّل خشکی نمودار ہونا شروع ہوئی اور یہ کرۂ ارض پانیوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے جزیروں میں بٹ گیا۔ اسی دور میں جو زندگی نے جو سمندروں کے پانیوں میں پہلے ہی وجود میں آ چکی تھی، پانی سے نکل کر خشکی کی طرف قدم بڑھانا چاہا۔ اور ایک طویل عرصہ تک وہ ایسی حالت میں رہی جب اس کی قیام گاہ پانی اور خشکی کا ملا جلا ماحول تھا۔ اسی ماحول کو قرآن مجید نے کیچڑ سے تعبیر کیا ہے یعنی پانی اور خشکی کے ملاپ کا وہ دور جب دونوں ابھی ملے جلے تھے اور زندگی ان دونوں میں زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ ماہرین حیاتیات نے جس کو رینگنے والے جانوروں (AGE OF REPTILES) کے دور سے تعبیر کیا ہے اس سے درحقیقت یہی کیچڑ کا دور مراد ہے فرق صرف اصطلاح کا ہے ماہرین حیاتیات اس دور کا ذکر حیاتیاتی ارتقا کے حوالے سے کرتے ہیں، اسی وجہ سے وہ اس کو حیات کی ایک ارتقائی نوع یعنی زاحف (REPTILE) سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر زمین کی ارتقائی صورت کے حوالے سے ہوا ہے۔ اسی مناسبت سے اس کو کیچڑ کے دور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ موجودہ سائنس نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ رینگنے والے جانوروں کے دور (REPTILE AGE) میں زمین اپنے تخلیقی مراحل سے گزر رہی تھی زمین پر ہر طرف پانی تھا تاہم کہیں کہیں خشکی نمودار ہو رہی تھی۔ اسی دور میں رینگنے والے جانوروں کی اشکال (REPTILE FORMS) وجود میں آئیں۔ گویا جس حقیقت کی خبر وحی الٰہی نے آج سے صدیوں پہلے دی تھی سائنس نے اسی حقیقت کا سراغ آج لگایا ہے۔

کیچڑ کے مرحلے میں زندگی کی نوعیت

ماہرین حیاتیات کا کہنا ہے کہ رینگنے والے جانوروں کی وہ نوع جس سے اس قسم کی بقیہ انواع وجود میں آئیں کاٹیلوسارس (COTYLOSAURS) ہے۔ اسی نوع کو مادرِ زاحف یا (ROOT REPTILE) کی حیثیت حاصل ہے۔ کاٹیلوسارس (COTYLOSAURS) کا ظہور مچھلیوں کی ایک ارتقا یافتہ نوع اُلبرمائی' (AMPHIBIANS) سے ہوا ہے۔ پھر اسی کاٹیلوسارس سے زندگی پانچ مختلف شاخوں میں بٹ گئی ہے۔ ان میں سے زندگی کی سب سے اہم شاخ وہ ہے جسے ممالیہ کی طرح زاحف (MAMMAL-LIKE-REPTILE) کا نام دیا گیا ہے۔ یہی زندگی کی وہ شاخ ہے جس نے خشکی کا رُخ کیا ہے۔ اسی شاخ کے بقیہ ارتقائی مراحل خشک زمین کی وادیوں اور میدانوں میں طے ہوئے ہیں اور پھر اسی نے بالآخر انسانی ہستی کا روپ دھارا ہے۔

مٹی کا مرحلہ

کیچڑ کے بعد زندگی کے ابتدائی مراحل کا تیسرا اور آخری مرحلہ مٹی کا مرحلہ ہے۔ گو قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر مٹی سے انسانی ہستی کی ابتدا کا ذکر ہوا ہے لیکن دو مقامات پر یعنی سورہ حجر آیت ۲۶ اور سورۃ الرحمٰن میں اس مٹی کو صلصال کا لفخار سے بھی تعبیر کیا گیا ہے صلصال کالفخار سے مراد وہ مٹی ہے جو خشک ہو کر کھنکھنانے لگ جائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زمین کی اس حالت کا تذکرہ ہے جس میں کیچڑ کے برعکس پانی کی آمیزش نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ یہ اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ مٹی سے مراد زمین کے خشک اور میدانی علاقے ہیں۔ زندگی کے مٹی کے مرحلے سے مراد وہ دور ہے جب کیچڑ یعنی خشکی اور پانی کے ملے جلے ماحول سے نکل کر یہ خشک میدانی علاقوں میں آگئی ہے۔ انسان کے مٹی سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو میدانی علاقوں میں پرورش پانے والی زندگی کی اس نوع سے پیدا کیا گیا ہے جس نے اس سے پہلے کیچڑ اور پانی میں عرصۂ حیات گزارا ہے۔

مٹی کے دور میں زمین کی حالت

ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ کرۂ ارض پر خشک زمین سب سے پہلے کیچڑ کے زمانے میں نمودار ہوئی اور زمین پانیوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے جزیروں میں بٹ گئی۔ زمین کی حالت میں یہ تغیر جاری رہا یہاں تک کہ مٹی کے دور میں زمین اپنے ارتقا کے ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو گئی جب پانی میں سے بڑے بڑے خشکی کے قطعات وجود میں آ گئے، سمندروں کی حدود معین ہونی شروع ہو گئیں پہاڑوں کو گاڑا جانے لگا اور دشت و جبل اور وادی و کہسار سر اٹھانے لگے۔ اسی دور میں زندگی نے کیچڑ یعنی پانی اور خشکی کے ملے جلے ماحول سے نکل کر میدانی علاقوں کا رخ کیا ہے۔ ماہرین حیاتیات جس دور کو دور ممالیہ (AGE OF MAMMALS) سے تعبیر کرتے ہیں مٹی کے دور سے درحقیقت یہی مراد ہے۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ماہرین حیاتیات کا کہنا ہے کہ دور ممالیہ (AGE OF MAMMALS) میں زمین اپنے ارتقا کے اس مرحلے میں تھی جب یہاں میدانی علاقوں کا ظہور ہو چکا تھا۔

خلاصۂ مباحث

انسانی زندگی کے بارے میں پچھلی ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ قرآنِ مجید میں انسانی زندگی کی ابتدا کے بارے میں تین مختلف چیزوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو پانی کیچڑ اور خشک مٹی ہیں۔ یہ تینوں ایک دوسرے سے الگ الگ اور مختلف خاصیتیں رکھتے ہیں اور اس وجہ سے کسی ایک ہی حالت یا مرحلے کی تعبیر نہیں ہو سکتے۔ ان تینوں کی الگ الگ نوعیت و کیفیت اور قرآنِ مجید کا اندازِ بیان اس بات پہ شاہد ہے کہ یہ تینوں زندگی کے تین مختلف ابتدائی مراحل ہیں اور ان تینوں مراحل سے زندگی کو درجہ بدرجہ گزرنا پڑا ہے۔

۲۔ قرآنِ مجید میں زندگی کے ان تینوں ابتدائی مراحل میں ترتیب و تدریج کے شواہد بھی موجود ہیں پانی، زندگی کا پہلا مرحلہ ہے کیونکہ قرآن مجید کے مطابق یہ نہ صرف کیچڑ اور مٹی سے

پہلے وجود میں آیا ہے بلکہ یہی عنصر ہے جسے قرآن مجید نے تمام حیاتیاتی زندگی کا سرچشمہ بھی قرار دیا ہے۔
پانی کے بعد کیچڑ اور مٹی کے مراحل میں ترتیب سورۂ حجر کی آیت ۲۶ سے واضح ہو جاتی ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مٹی کا مرحلہ کیچڑ کے مرحلے کے بعد آیا ہے۔

۳- قرآنِ مجید کے اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی ہستی اپنے ابتدائی دور میں تدریج و ارتقا کے مراحل سے گزری ہے۔ یہی بات بائبل میں بھی بیان ہوئی ہے۔ بائبل کا کہنا ہے کہ کائنات اور اس میں موجود زندگی ایک ارتقائی عمل سے گزرے ہیں۔ کتابِ پیدائش میں اس ارتقا کی داستان کو چھ ایام میں بالتدریج مکمل ہوتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ان چھ ایام سے مراد چھ ادوار ہیں۔ قرآن مجید نے ان کو ستہ ایام کہا ہے۔

قرآنِ مجید کی طرح بائیبل کا یہ بھی کہنا ہے کہ زندگی کا آغاز سب سے پہلے پانی میں ہوا اور پھر پانی سے ارتقا کر کے یہ خشک زمین میں آئی ہے۔ کتابِ پیدائش کے مطابق پانچویں دن زندگی کا پانی میں آغاز ہوا اور پھر چھٹے دن یہ پانی سے ارتقا کر کے خشک زمین کی طرف آئی ہے۔

۴- موجودہ سائنسی تحقیقات نے انسانی ہستی کی ابتدا اور اس کے مختلف ارتقائی پہلوؤں پہ جو گراں قدر معلومات بہم پہنچائی ہیں، ان کی روشنی میں، قرآن مجید کے بیان کردہ پانی، کیچڑ اور مٹی کے مراحل کے معنی و مفہوم کا آسانی سے تعین کیا جا سکتا ہے۔ ماہرینِ حیاتیات کا کہنا ہے کہ زندگی کا آغاز پانی میں ہوا اور اس کا پہلا دور مچھلی کا دور (FISH AGE) ہے۔ اس کے بعد یہ بالترتیب رینگنے والے جانوروں کے دور (REPTILIAN AGE) اور دورِ ممالیہ (MAMMALIAN AGE) سے گزری ہے۔ ماہرینِ حیاتیات کے بیان کردہ یہ ادوار، قرآن مجید کے بیان کردہ پانی، کیچڑ اور مٹی کے مراحل کی ٹھیک ٹھیک تعبیر ہیں۔ فرق صرف اصطلاح کا ہے۔ سائنس نے انسانی ارتقا کے ان ادوار کو حیات ہی کی ایک ارتقائی نوع (یعنی مچھلی، زاحف اور ممالیہ) سے تعبیر کیا ہے جب کہ قرآن مجید میں ان کا ذکر زمین کی ارتقائی صورتوں (یعنی پانی، کیچڑ اور مٹی) کے حوالے سے ہوا ہے اور اس سے مقصود زندگی کی ان صورتوں کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

جنہوں نے زمین کی ان ارتقائی حالتوں میں پرورش پائی ہے۔ گویا زندگی کے ابتدائی مراحل کی حد تک، قرآنِ مجید اور موجودہ سائنسی تحقیقات میں نہ صرف یہ کہ کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ سائنس کی یہ تحقیقات قرآن مجید کے ارشادات کی مزید وضاحت کر رہی ہیں۔

حوالہ جات

۱ - الانبیاء - ۳۰

۲ - النور - ۴۵

۳ - الفرقان - ۵۴

۴ - الصّافات - ۱۱

۵ - الحجر - ۲۶

۶ - السجدہ - ۷

۷ - الرحمٰن - ۱۴

۸ - سورۂ ہود -

۹ - تدبّر قرآن - جلد سوم ص : ۳۵۹

۱۰ - النور - ۴۵

۱۱ - الانبیاء - ۳۰

۱۲ - الحجر - ۲۶

۱۳ - سورۂ ہود -

۱۴ - کتاب پیدائش باب ۱ آیت - ۲۰

۱۵ - پیدائش باب ۱ - آیت ۲۴

۱۶ - حٰم السجدہ - ۱۱

۱۷ - تدبر قرآن جلد ششم ص ۱۱۴

۱۸ - سورۂ حجر - ۲۶

۱۹ - تدبر قرآن - جلد سوم - ص : ۲ - ۶